75027 ـ طلاق كے بعد رجوع ميں بيوى كى رضامندى شرط نہيں

سوال

جب كوئى شخص عصبيت كى حالت ميں بيوى كو طلاق دے دے اور طلاق كے دو ہفتہ بعد بيوى سے رجوع كرنے جائے ليكن بيوى رجوع كو قبول نہ كرے كيونكہ خاوند بيويوں ميں عدل نہيں كرتا، اور اس نے بيوى كو ايك برس تك چھوڑے ركھا تو كيا وہ اس پر حرام ہے اور وہ مطلقہ شمار ہو گى يا نہيں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

جواب:

اول:

شديد غصہ كى حالت ميں يعنى غصہ اتنا شديد ہو كہ وہ اپنے اوپر كنٹرول نہ كر سكے اور اسے پتہ ہى نہ چلے كہ وہ كيا كہہ رہا ہے تو يہ طلاق واقع نہيں ہوگى، ليكن اگر اس كا غصہ اس كى عقل پر اثرانداز نہ ہو بلكہ وہ ہوش و حواس ميں ہو اور جو كچھ كہہ رہا ہے اس كو جانتا ہو تو پھر يہ طلاق واقع ہو جائيگى.

غصہ كى حالت ميں دى گئى طلاق كى تفصيل سوال نمبر (45174) اور (22034) كے جوابات ميں بيان ہو چكى ہے آپ اس كا مطالعہ كريں.

دوم:

خاوند كو اپنى بيوى سے رجوع كرنے كا حق حاصل ہے اور اس ميں بيوى كى رضامندى كا ہونا شامل نہيں اور نہ ہى رجوع كے ليے بيوى كى رضامندى شرط ہے، ليكن شرط يہ ہے كہ عدت كے دوران رجوع كيا جائے، يعنى پہلى يا دوسرى طلاق كى عدت كے دوران؛ كيونكہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور طلاق يافتہ عورتيں تين حيض تك انتظار كريں، اور ان كے ليے حلال نہيں كہ اللہ نے ان كے رحم ميں جو پيدا كيا ہے اسے چھپا كر ركھيں، اگر وہ اللہ تعالى اور آخرت كے دن پر ايمان ركھتى ہيں، اور ان كے خاوند انہيں واپس لانے كے زيادہ حقدار ہيں اگر وہ اصلاح كا ارادہ ركھتے ہوں، اور ان عورتوں كے بھى اسى طرح حقوق ہيں جس طرح ان پر (خاوندوں كے) ہيں، اور اللہ تعالى غالب و حكمت والا ہے البقرۃ (228).

اس آیت میں خاوند کے لیے لیے رجوع کی شروط کی تنبیہ کی گئی ہے وہ یہ ہیں:

1 ۔ رجوع طلاق میں ہو، اگر نکاح فسخ کیا جائے تو اس میں رجوع نہیں ہو سکتا، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور طلاق یافتہ عورتیں "

2 ۔ یہ طلاق رجعی ہو یعنی پہلی یا دوسری طلاق ہو، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

طلاق دو بار ہے " یعنی جس طلاق میں رجوعہو سکتا ہے وہ دو بار ہے، اور اگر تیسری طلاق ہو جائے تو پھر رجوع نہیں ہو سکتا، الا یہ کہ وہ عورت کہیں اور نکاح رغبت کرے نکاح حلال نہیں، اور وہ دوسرا خاوند دخول کے بعد اسے اپنی مرضی سے طلاق دے دے یا پھر فوت ہو جائے تو یہ عورت اپنے پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جائیگی.

3 ۔ یہ رجوع عدت میں کیا جائے، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

ان عورتوں کے خاوند انہیں اس میں واپس لانے کے زیادہ حقدار ہیں .

یعنی اس عدت میں، اور اگر عدت گزر جائے اور خاوند اپنی بیوی سے رجوع کرنا چاہے تو وہ رجوع نہیں کر سکتا بلکہ اسے اس کے ساتھ نیا نکاح نئے مہر کے ساتھ پوری شروط میں کرنا ہوگا.

4 ۔ بیوی سے رجوع کرنے میں خاوند کا مقصد بیوی کو ضرر و تکلیف اور اذیت دینا نہ ہو بلکہ یہ رجوع اصلاح کی نیت سے کیا جائے.

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اگر وہ اصلاح کا ارادہ کریں البقرۃ (228).

اگر وہ بیوی کو نقصان اور ضرر دینا چاہتا ہو تو بیوی کو چاہیے کہ وہ شرعی قاضی کے سامنے اسے ثابت کرے تا کہ وہ اس کے مطابق فیصلہ کر سکے.

یہ آیت اس کی واضح دلیل ہے کہ اگر خاوند رجوع کرنا چاہتا ہے تو بیوی کو اس میں کوئی اختیار حاصل نہیں، اور بیوی رجوع کو روک نہیں سکتی، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور ان کے خاوند انہیں واپس لانے کے زیادہ حقدار ہیں .

چاہے بیوی اپنے خاوند کے گھر واپس نہیں بھی آتی اور خاوند بیوی سے رجوع کر کے اس پر دو گواہ بنا لیتا ہے تو رجوع ہو جائیگا.

سوم:

جمہور اہل علم کے ہاں جس عدت میں خاوند رجوع کر سکتا ہے وہ تین حیض ہے، یعنی تیض حیض کے اندر اندر وہ بیوی سے رجوع کر سکتا ہے، یا پھر اگر عورت حاملہ ہو تو وضع حمل سے قبل رجوع کر سکتا ہے.

اس بنا پر سوال میں جو بیان ہوا ہے کہ خاوند نے طلاق کے دو ہفتہ بعد ہی رجوع کرنا چاہا یہ عدت میں رجوع کرنے کے موافق ہے، لیکن اگر بیوی حاملہ تھی اور رجوع کرنے سے قبل وضع حمل ہو گیا تو پھر نہیں.

چہارم:

خاوند كا اپنی بیوی سے دور رہنا اور اسے چھوڑے رکھنے سے ہی طلاق واقع نہیں ہو جاتی، سوال نمبر (11681) کے جواب میں بیوی سے خاوند کا لمبے عرصہ تك غائب رہنا طلاق شمار نہیں ہوتا بلکہ قاضی یا خاوند کے طلاق دینے پر ہی طلاق ہو گی تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکا ہے اس کا مطالعہ کریں.

پنجم:

ایك سے زائد بیویاں رکھنے والے شخص پر واجب ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے بارہ میں اللہ کا تقوی اختیار کرے، اور اللہ کی جانب سے واجب کردہ عدل و انصاف کرے، بیویوں کے مابین عدل و انصاف کے بارہ علم حاصل کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (10091) اور (13740) کے جوابات کا مطالعہ کریں.

ششم:

مرد کا بغیر کسی شرعی سبب کے اپنی بیوی سے بائیکاٹ کرنا اور اسے چھوڑنا حرام ہے، اگر یہ بائیکاٹ بیوی کی اصلاح کے لیے ہو تا کہ وہ ترك کردہ واجب پر عمل کرے، یا پھر کردہ گناہ سے باز آ جائے تو اس سے بائیکاٹ کرنا جائز ہے.

بلاشك و شبہ آدمی کا اپنی بیوی کو اس عرصہ (ایك برس) تك چھوڑے رکھنا مشکل کو زیادہ کرنے کی دلیل ہے، اور وہ اس مشکل کو حل نہیں کر سکتے، اس حالت میں اللہ سبحانہ و تعالی نے ایك عورت کے خاندان سے اور ایك مرد کے خاندان سے منصف بھیجنے کا حکم دیا ہے، تا کہ وہ ان دونوں کے معاملہ کو دیکھ کر جس میں مصلحت دیکھیں اس کے مطابق فیصلہ کریں اور خاوند اور بیوی سے ضرر و نقصان کو ختم کریں.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور اگر تم ان دونوں كے مابين جھگڑا ہونے كا خدشہ ركھو تو ايك شخص مرد كے خاندان سے اور ايك شخص عورت كے خاندان سے بطور منصف بھيجو اگر وہ اصلاح چاہيں گے تو اللہ ان دونوں ميں موافقت پيدا كر ديگا، يقينا اللہ تعالى عليم و خبير ہے النساء (35).

خاوند كو علم ہونا چاہيے كہ اسے دو ميں ايك كا حكم ہے:

يا تو وہ اپنى بيوى كو اچھے طريقہ سے اپنى عفت و عصمت ميں ركھے، اور اس سے بہتر طريقہ سے معاشرت كرے، يا پھر وہ اسے اچھے طريقہ اور احسان كے ساتھ طلاق دے كر اس كے پورے حقوق دے كر اسے فارغ كرے، اور اس پر ظلم مت كرے، اللہ تعالى كا فرمان ہے:

يا تو اچھے طريقہ سے روك لينا ہے، يا پھر اچھے طريقہ سے چھوڑ دينا ہے البقرۃ (229).

مزيد تفصيل ديكھنے كے ليے آپ سوال نمبر (45600) اور (11971) كے جوابات كا مطالعہ كريں.

واللہ اعلم